B.A. part - II
paper - IV
page - I
Section - Prose
Date - 23/04/21.

Topic - Bagh-o-Bahar Ka Tanqueedi Motala

"باغ و بہار" کا تنقیدی مطالعہ

اردو ادب میں جب فنِ داستان گوئی کا ذکر آتا ہے تو باغ و بہار کا ذکر بھی ضرور آتا ہے بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ باغ و بہار کے بغیر داستان کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ اردو زبان و ادب میں "باغ و بہار" کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ باغ و بہار ایک داستانوی کتاب ہے۔ اور دوسرے داستانوی ادب کی طرح اس میں بھی مافوق الفطرت عناصر کی کمی نہیں ہے۔ اس کتاب کو موجودہ دور میں قصہ پارینہ بن کر رہ جانا چاہیے تھا مگر حیرت ہے کہ اس کتاب کو لکھے ہوئے تقریباً دو سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ کتاب ہر دور میں مسلسل شامل نصاب رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باغ و بہار کو جدید اردو نثر کا پہلا صحیفہ کہا گیا ہے۔

میر امن نے باغ و بہار کو عام فہم سادہ اور سلیس زبان کا جامہ ضرور پہنایا ہے مگر اس کا قصہ اور کردار ان کے نہیں ہیں۔ بلکہ میر محمد عطا حسین خان تحسین کی کتاب "نو طرز مرصع" سے لئے گئے ہیں۔ اور یہ کتاب بھی خود فارسی کتاب "قصۂ چہار درویش" کا ترجمہ ہے۔ تحسین نے اپنی کتاب کو مقفی اور مسجع عبارت سے مزین کر کے مشکل زبان میں پیش کیا ہے۔ جب کہ میر امن کا کمال یہ ہے کہ اس کتاب کو عام فہم اور آسان زبان میں پیش کر کے اسے شہرت دوام حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

اس کتاب میں جہاں تک واقعات کی بات ہے تو اس کی شروعات آزاد بخت کے واقعہ سے ہوتی ہے۔ اور درویشوں کے واقعات تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔ آزاد بخت روم کا ایک کامیاب بادشاہ ہے لیکن اولاد سے محروم ہونے کی وجہ سے سلطنت چھوڑنے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ مگر اپنے دانا وزیر خردمند کے مشورے سے سلطنت کے کام کے لئے کچھ وقت لگانے پر راضی ہو جاتا ہے۔ مگر بقیہ سارے اوقات عبادت و ریاضت میں لگاتا ہے۔ اور رات کو خصوصی طور پر قبرستان میں جانے کو معمول بنا لیا ہے۔ ایک رات آزاد بخت نے رات کی تاریکی میں چار فقیروں کو عالم استغراق میں بیٹھے ہوئے دیکھا جن کے سامنے چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ چاروں درویش ایک ایک کر کے اپنا قصہ سناتے ہیں۔ آزاد بخت دور سے ہی ان چاروں کی سرگزشت سنتا ہے۔ ان چاروں فقیروں کی کہانی تقریباً ایک ہی جیسی ہے۔ یعنی یہ تمام عشق کے مارے ہوئے ہیں۔ ان چاروں فقیروں کی خواہشیں جب پوری ہو جاتی ہیں تو آخر میں میر امن یہ دعا کرتے ہوئے کہانی کو انجام تک پہنچاتا ہے کہ الٰہی جس طرح چاروں درویشوں اور آزاد بخت کی مراد پوری ہوئی ہر ایک کو اس کے مقصد میں کامیابی عطا فرما۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کا معاشرہ ایک طرح کرب و درد میں مبتلا تھا۔

پلاٹ کے نقطۂ نظر سے جب ہم باغ و بہار کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ گو کہ باغ و بہار کے پلاٹ میں وحدت نہیں ہے۔ لیکن بہ نظر غائر مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصے پوری طرح ایک دوسرے سے الگ بھی نہیں ہیں۔ چاروں فقیروں کا مقصد حیات عشق میں کامیابی اور محبوب سے وصل ہے۔ اور یہ مرحلہ ملک شہپال کی مدد سے طے ہوتا ہے۔ آخر ملک شہپال کے واقعے یعنی آزاد بخت کے قصے کے انجام سے ان

درویشوں کو الگ کر دیا جائے تو یہ نامکمل رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصدِ حیات تو ملک شہبال کی مدد سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ چاروں درویشوں اور ملک شہبال اور بادشاہ آزاد بخت کے قصے بھی اپنے اندر الگ قصے رکھتے ہیں۔ اس طرح دیکھا جائے تو داستانوں کے روایتی قصہ در قصہ پلاٹ سے باغ و بہار کا پلاٹ ذرا ہٹ کر اور انفرادیت کا پہلو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ بقول "گیان چند جین" اس کے پلاٹ میں بھی دوسری داستانوں کی نسبت ایک ندرت ہے۔

جہاں تک باغ و بہار میں کردار نگاری کا سوال ہے تو یہ دیگر داستانوں کی طرح جاگیردارانہ اخلاق و عادات کی عکاسی کرتے ہیں جو کہ عیش و عشرت اور عشق و محبت میں محو رہتے ہیں۔ زندگی کے حقائق اور مسائل سے انہیں دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ سب سے بڑا مسئلہ عشق میں ناکامی اور وصالِ محبوب ہوتا ہے۔ باغ و بہار کا مرکزی کردار آزاد بخت ہی ہے۔ اس کے علاوہ اہم کرداروں میں چاروں درویش، دمشق و بصرہ کی شہزادیاں، فرنگ کی ملکہ، نیمروز کے عجمی کی بیٹی، خواجہ سگ پرست، بہزاد خان، مبارک، بختیار اور جنوں کے دو بادشاہ ملک شہبال و ملک صادق کے علاوہ شہبال کی بیٹی روشن اختر شامل ہیں۔ کردار نگاری میں میر امن چند خامیوں کے باوجود کامیاب ہیں۔

جہاں تک باغ و بہار کے اسلوب اور طرز کی بات ہے تو باغ و بہار کی مقبولیت کا راز اس کے اسلوب میں مضمر ہے۔ مثلاً میر امن نے یہ قصہ چہار درویش کا آسان اور سادہ نثر میں ترجمہ کیا ہے۔ لیکن اسلوب میں وہ لطافت اور توانائی ہیں جو میر امن کی نثر میں ہے۔ انہوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ یہ روزمرہ اور بول چال کی زبان سے قریب رہے۔ اس کے لئے انہوں نے تکرارِ الفاظ سے کام لیا ہے۔ کئی کئی الفاظ ایک ساتھ لاتے ہیں جن کا مفہوم ایک جیسا ہوتا ہے تاکہ قاری کو سمجھنے میں کسی طرح کی دشواری نہ ہو۔ میر امن نے قصداً قافیہ بندی بھی کی ہے۔ مراعات النظیر، تضاد اور تجنیس جیسی لفظی صنعتیں بھی باغ و بہار میں خوب دکھائی دیتی ہیں۔ مانوس عربی و فارسی الفاظ کا بھی استعمال کیا ہے۔ حتی الامکان غیر مانوس الفاظ سے اجتناب کیا ہے۔ ہندی الفاظ کو بھی خوب جگہ دی ہے۔

اردو داستانوں میں تہذیبی عناصر کا بھی ذکر ہوا ہے۔ باغ و بہار بھی اس سے اچھوتا نہیں ہے۔ باغ و بہار میں بھی میر امن نے تمام تر جزئیات کے ساتھ اپنے دور کی معاشرت کی تصویر پیش کی ہیں۔ کرداروں کا تعلق دمشق و بصرہ سے ہے۔ لیکن طرزِ بود و باش مکمل ہندوستانی ہے۔ ہند ایرانی تہذیب کے واضح نقوش ہمیں اس داستان کے تہذیبی منظرنامے پر نظر آتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ باغ و بہار اپنے فن کے اندر ایک کامیاب داستان ہے۔